بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رحمۃ للعالمین ﷺ

قلندر کی شرعی تحقیق

تصنیف لطیف

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیضِ ملّت، مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی علیہ الرحمۃ القوی

نوٹ: اگر اس کتاب میں کمپوزنگ کی کوئی بھی غلطی پائیں تو برائے کرم ہمیں مندرجہ ذیل ای میل ایڈریس پر مطلع کریں تا کہ اُس غلطی کو صحیح کرلیا جائے۔ (شکریہ)

admin@faizahmedowaisi.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیك یا رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

قلندر کی شرعی تحقیق

تصنیف لطیف

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیضِ ملت، مفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابو الصالح مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی علیہ الرحمۃ القوی

نوٹ: اگر اس کتاب میں کمپوزنگ کی کوئی بھی غلطی پائیں تو برائے کرم ہمیں مندرجہ ذیل ای میل ایڈریس پر مطلع کریں تا کہ اُس غلطی کو صحیح کر لیا جائے۔ (شکریہ)

admin@faizahmedowaisi.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ‘ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

امابعد! دورِ حاضرہ میں لفظ قلندر بدنامی کی زد میں ہے، حالانکہ ولایت میں یہ ایک بہت بڑے عہدہ و بلند مرتبہ کا حامل ہے۔ یوں سمجھئے کہ جیسے غوث، قطب، ابدال ولایت کے بڑے مراتب و کمالات والے بزرگوں کے القاب ہیں یونہی لفظِ قلندر بھی بڑے باکمال اُولیاء کا لقب ہے۔ لیکن افسوس کہ بدطینت لوگوں نے اپنے اُوپر اور عوام بلاسوچ سمجھے انہیں پر بکثرت استعمال کرنے لگے اور کرتے ہیں مثلاً ریچھ، بندر نچانے اور ان کا تماشہ دکھانے والے قلندر ہیں اور کردار میں نہایت گھٹیا بھنگ وغیرہ کا رگڑا لگانے والے قلندر کہلاتے ہیں اور جو پیر فقیر اور مولوی صوم صلوٰۃ سے عاری اور غلط کاری کا دھنی وہ بھی خود قلندر کہلاتا ہے۔ غرض یہ کہ اس مقدس لفظ کے تقدس کو بُری طرح پامال کیا گیا ہے حالانکہ ہمارے اکابر کاملین اُولیاء کا لقب بھی قلندر ہے مثلاً سیّدنا بوعلی قلندر اور سیّدنا حضرت لعل شہباز قلندر و دیگر بیشمار اُولیاء کرام قلندر ہیں بلکہ قادریہ، چشتیہ کی طرح سے ایک مستقل ”سلسلہ قلندریہ“ ہے جس کا فقیر آگے چل کر مختصر تعارف عرض کریگا اور اس سلسلہ میں بڑے شہبازانِ ولایت اور علم وعمل کے پیکر مشاہیر وابستہ ہیں۔ فقیر نے ۱۳۸۲ھ؍۱۹۹۳ء میں ”تذکرۃ العزیز“ میں کتاب اذکار الابرار مطبوعہ شاہی پریس لکھنؤ دانداما یام سے اس پر بہت بڑی بحث لکھی تھی۔

فقیر اس رسالہ میں لفظ قلندر اور اس کے متعلقات سے بحث کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس مختصر رسالے کو فقیر اور ناشر کے لئے توشۂ آخرت اور عوام اہلِ اسلام کے مشعلِ راہِ ہدایت بنائے۔ (آمین)

www.Faizahmedowaisi.com

وماتوفیقی الا باللہ العلی العظیم

وصلی اللہ تعالی علی حبیبہ الکریم وعلی آلہٖ واصحابہ اجمعین

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور۔ پاکستان

۲۷ جمادی الآخر ۱۴۲۰ھ

قلندر کے لغوی معنی

حضرت علامہ مولانا غیاث الدین رامپوری مرحوم فرماتے ہیں کہ قلندر دراصل کاف عربی کے ساتھ (کلندر) تھا بمعنی "کندۂ ناتراشیدہ" یعنی وہ لکڑی جو دروازے کے پیچھے ڈالتے ہیں تاکہ دروازہ جلد نہ کھلے پھر عرب وعجم کے اختلافات اور تغیر زبانوں کی وجہ سے قلندر قاف کے ساتھ ہو گیا اور بعض نے کہا کہ یہ مغرب ہے لیکن پہلا قول صحیح قول ہے۔ بعض لکھتے ہیں قلندر دراصل غلندر (غین معجمہ کے ساتھ) تھا۔ (کذا فی الغیاث)

شرعی معنی

اصطلاح میں اس کے متعلق کئی اقوال ہیں۔ جنہیں حضرت علامہ مولانا شاہ محمد تقی حیدر نے نفحات العنبریہ، صفحہ ۲۶۴ میں ان سب کو نقل فرمایا ہے۔ ان سب سے حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ کا قول نہایت ہی موزوں اور جامع ہے وہ یہ کہ قلندر وہ ہے جو خلائق زمانہ سے ظاہری اور باطنی تجربہ حاصل کر چکا ہو اور شریعت وطریقت کا پابند ہو اور بحر وجود وشہود میں غرق رہتا ہو۔ دراصل صوفی اور قلندر ایک ہی ذات کا نام ہے صرف لفظ دو ہیں مسمّٰی ایک۔ مگر حق یہ ہے کہ ان میں عموم وخصوص کی نسبت ہے۔ اس لئے کہ ہر صوفی تو قلندر ہو سکتا ہے لیکن ہر قلندر صوفی نہیں کیونکہ صوفی کا جہاں منتہٰی ہے وہاں سے قلندر کا ابتداء۔ چنانچہ حضرت شاہ نعمت اللہ قلندر اپنے رسالہ قلندریہ میں لکھتے ہیں

"صوفی منتہی چو بمقصد رسد قلندر گردد"

www.Faizahmedow

یعنی صوفی جب انتہاء کو پہنچتا ہے تو قلندر بن جاتا ہے۔

فائدہ

جناب ذوقی صاحب اپنی مشہور تصنیف "سرِ دلبراں" میں لکھتے ہیں کہ صوفیہ کے ہاں قلندر کا مقام بہت بلند مانا گیا ہے۔ یہ لفظ سُریانی زبان میں اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور وہ حالات ومقامات اور کرامات سے تجاوز کرتا چلا جاتا ہے۔ عالم سے مجرد ہو کر اپنے آپ کو گم کر دیتا ہے۔ شاہ نعمت اللہ ولی کی رائے میں "جب صوفی منتہی اپنے مقاصد کو پالیتا ہے تو قلندر ہو جاتا ہے۔" جیسے فقیر نے اُوپر عرض کیا ہے۔

زمین و آسمان ہر دو شریفند ☆ قلندر رادریں ہر دو مکاں نیست

نظر در دیدۂ ہاناقص فتادہ ☆ وگرنہ یار من از کس نہاں نیست

یعنی زمین و آسمان دونوں برگزیدہ مقام سہی لیکن قلندر کا ان ہر دونوں میں مکان نہیں۔ نظر عام آنکھوں کی ناقص ہے ورنہ میرا دوست تو کسی سے پوشیدہ نہیں۔

یہ وہ لوگ ہیں جنہیں حقارت کی نظر سے دیکھنے والے بعض اُوقات دم بخود رہ جاتے ہیں۔

خاک ران جہاں رابحقارت منکر ☆ توچہ دانی کہ دریں گرہ سوارے باشد

دنیا کے گرد و غبار میں اَٹے ہوئے یہ لوگ جب علامہ اقبال کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں تو

قلندران کہ بہ تسخیر آب و گل کوشند ☆ زشاہاں تباج ستانیدوخرقہ بردوشند

یعنی وہ قلندر جو آب وگل کو مسخر کرتے ہیں کہ بادشاہوں سے تاج چھین سکتے ہیں حالانکہ وہ خرقہ بردوش ہوتے ہیں۔

شیخ الاسلام الناشقی الجامی نے کیا خوب کہا ہے۔

قلندر پرتو نور الٰہی ست ☆ قلندر مطلع انوار شاہی ست

قلندرا مقام کبریائی ست ☆ قلندر در بحر آشنائی ست

قلندر موج بحر لایزالی ست ☆ قلندر نور شمع ذوالجلالی ست

قلندر ذرہ صحرائے عشق ست ☆ قلندر قطرہ دریائے عشق است

ترجمہ

بزم فیضان اویسیہ

قلندر نورالٰہی کا پَرتو ہے۔ قلندر مطلعِ انوار شاہی ہے۔

قلندر کا مقام کبریائی ہے، قلندر بحرِ آشنائی میں مستغرق ہے۔

قلندر لایزالی سمندر کی موج ہے۔ قلندر شمعِ ذوالجلالی کا نور ہے۔

قلندر صحرائے عشق کا ایک ذرہ ہے، قلندر دریائے عشق کا قطرہ ہے۔

مقامِ قلندر

قلندر کے مقام کو متعین کرنے کے لئے عارفانِ حق نے بڑے بڑے عمدہ نکتے بیان کیے۔ کتابیں لکھیں، مقالات سپردِ قلم کیے، اُوصاف لکھے۔ مگر حقیقت یہ ہے یہ **لا الٰہ الا اللہ** کے دو حرفوں کا مالک لغت ہائے حجازی کے قارونی خزانے کے نگرانوں کے الفاظ میں نہ سما سکا۔

حضرت شاہ علی قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کس قدر قلندرانہ بات کہی ہے۔

گر بوعلی نوائے قلندر نواختے ☆ صوفی بدے ہر آنکہ بعالم قلندر است

یعنی اگر بوعلی نوائے قلندر بجاتا تو یہ صوفی ہوتا یہی سمجھئے کہ جو کچھ عالم میں ہے وہ قلندر کا ہے۔

خلاصۂ کلام

قلندر کی شخصیت نہ عبارات میں سما سکتی ہے، نہ اشارات کے دامن میں سمٹ سکتی ہے، نہ اسے الفاظ کے کوزے میں بند کیا جا سکتا ہے، نہ معانی و بیان کے پیمانے میں ناپا جا سکتا ہے۔

قلندر کے بیاید در عبارت ☆ قلندر کے مگنجد در اشارت

یعنی قلندر عبارت میں کیسے آ سکتا ہے اور قلندر اشارات میں کیسے سما سکتا ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ قلندر کی بلند پروازیاں دین و دنیا کے حدود و قیود کو توڑ کر آگے نکل جاتی ہیں۔ وہ کوچۂ محبوب میں پہنچنے کے لئے دیر و حرم سے بہت آگے بڑھ جاتا ہے۔

مجرد شد از دین و دنیا قلندر ☆ کہ راہ حقیقت ازیں ہر دو برتر

یعنی دین و دنیا سے قلندر مجرد ہے اس لئے کہ راہِ حقیقت ان پر دونوں سے برتر ہے۔

افسوس سخت افسوس! قلندر فانی فی اللہ باقی باللہ قسم کے کامل ولی کا نام ہے لیکن افسوس کہ آج کل تو جو بھی صوم و صلوٰۃ سے عاری ہو وہی قلندر ہے یہ بھی ایک جہالت وحماقت ہے اور دراصل حقیقت سے بے بہرگی کہ ہر بدمزاج قلندر بننے لگ گیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہمارے دور میں لفظ قلندر بدنام ہو چکا ہے حالانکہ یہ ایسا مقدس نام ہے کہ معمولی سالک کی وہاں تک رسائی تو کیا اس کی خوشبو سے بھی محروم ہے اس سلسلہ طیبہ کو اہلِ معرفت تو خوب جانتے ہیں کیونکہ ہر خاندان کا ہر بڑا بزرگ اس سلسلہ سے مربوط ہے۔

اولیائے قلندران کی معمولی فہرست

فقیر ان احمقوں اور پاگلوں کو پھر متوجہ کرتا ہے کہ لفظ قلندر کوئی معمولی مرتبہ نہیں کہ تم ہر نااہل کو قلندر کہتے پھرو۔ فقیر ایک مختصر فہرست پیش کرتا ہے اس کے بعد اندازہ لگائیں کہ جسے تم قلندر کہہ رہے ہو کیا وہ اس مرتبہ کا ہے یا اس کے برعکس تنگِ زمانہ ہے۔ فہرست معلوم کرنے کے بعد پھر بھی تم قلندر کی توہین کرتے ہو پھر یاد رکھنا کہ تمہاری سزا وہی ہے جو

www.Faizahmedowaisi.com

اُولیائے رحمہم اللہ کے بے ادب کی سزا ہے۔

قلندر اُولیاء

سلسلۂ قادریہ کے سرتاج سیّدنا محی الدین غوث الوریٰ شہنشاہِ بغداد سیّد عبد القادر الجیلانی اور سلسلۂ چشتیہ کے سرخیل حضرت معین الملۃ والدین سیّدنا معین الدین الاجمیری اور سلسلۂ نقشبندیہ کے سرخیل سیّدنا بہاؤ الدین نقشبند اور سلسلۂ سہروردیہ کے سیّدنا شہاب الدین سہروردی اور عزیز مکی بزرگ سلسلہ قلندریہ سے موصوف ہیں اور حضرت منصور، حضرت جنید، حضرت شبلی، حضرت قطب الدین بختیار کاکی، حضرت بابا فرید الدین گنج شکر، حضرت نظام الدین اُولیاء، حضرت مخدوم علی احمد صابر، حضرت مخدوم عبد الحق ودولوی، حضرت شمس تبریز، حضرت رومی، حضرت حکیم سنائی، حضرت فرید الدین عطار، حضرت محی الدین ابن العربی، حضرت محمود تبریزی، حضرت نجم الدین رازی، حضرت فخر الدین عراقی، حضرت حافظ شیرازی، حضرت شمس الدین محمد مغربی، حضرت عبد الکریم الجیلی، حضرت شاہ بوعلی قلندر، حضرت سرمد اور ہمارے سلسلۂ اُویسیہ کے بانی حضرت سید التابعین سیّدنا اُویس القرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین تو بسلسلہ قلندریہ میں مشہور ہیں۔ یہ وہ حضرات ہیں جن کے ایک ایک نام پر اہلِ ظواہر کے لاکھوں علمائے کرام قربان کئے جاسکتے ہیں لیکن اس کے باوجود بڑے بڑے علمائے کرام اپنے آپ کو طفلِ مکتب کے لقب سے اپنے لئے سوٴ ادب سمجھتے ہیں۔ مولانا عبد الباری فرنگی مرحوم حضرت شاہ ابو سعید مجددی، مولانا شاہ عبد الغنی محدث ومہاجر مدنی اسی سلسلۂ قلندریہ سے مربوط تھے اور حضرت مولانا قاضی الہداد جونپوری مرحوم کے تجرِ علمی سے ہمارے علمائے کرام بخوبی واقف ہیں لیکن ان کی کیفیت یہ تھی کہ جس سے سلسلۂ قلندریہ میں داخل ہوئے تو جب تک زندہ رہے اپنے مرشد کی قیام گاہ لاہر پور کی طرف نہ کبھی پاؤں پھیلائے اور نہ اس طرف منہ کر کے تھوکا۔ (کذافی اذکار الابرار، صفحہ ۱۲۴)

مولانا حسن بخش علوی جن کی تفریح الاذکیا فی احوال الانبیاء اردو دو جلدوں میں بڑی ضخیم کتاب ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بڑی بڑی کتابوں کے مصنف ہیں۔ آپ بھی اسی سلسلہ کے مرہونِ منت ہیں۔ قاضی مبارک گرپاموری رحمۃ اللہ علیہ جن کی کتاب قاضی مبارک ہمارے منطقی طلبہ منتہیٰ ہوکر علامۂ وقت کہلانے کے مستحق بنتے ہیں ان کو بھی اس سلسلہ سے وابستگی ہے۔ (ملاحظہ ہو نفحات العنبریہ، صفحہ ۲۷۵)

مولانا شاہ علی اکبر کاکوروی جن کے اکثر حواشی درسی کتب پر ملتے ہیں۔ اسی سے متعلق ان کے علاوہ بڑے بڑے علامہ ہیں یہ مختصر رسالہ ان کے مختصر حالات بیان کرنے کی گنجائش نہیں رکھتا۔ مختصراً چند بزرگوں کے اسماء مع مختصر کیفیت آخر

میں عرض کرونگا۔ (انشاء اللہ)

سوال

جو اصطلاح تم نے قلندر کی بیان کی ہے یہ تو مجذوب کی کیفیت ہے اور مجذوب تو ولایت میں ایک ادنیٰ مرتبہ ہوتا ہے وہ نہ سالک اور نہ سالک ساز۔

جواب

صوفیاء میں مجذوب کا مقام نہایت ہی نازک اور منفرد ہے۔ وہ ملامتیہ سے ہے۔ ریاکاری سے بچنے کے لئے "سنگِ باری طفلاں زمانہ" کے مقام پر آ کھڑا ہوتا ہے۔ بزرگوں قلندر علم وخرد کی قائم کردہ حدود کو توڑ کر دور اُوپر نکل جاتا ہے اور ان سرحدوں سے گزرتا ہوا کہتا ہے۔

آنجا رسیدہ ایم کہ عنقا نمی رسید

عنقا بیچارہ تو پھر اپنی رسائی کے لئے پر تولتا ہے۔ پرواز کی فضاؤں اور خلاؤں میں تیرتا ہے مگر قلندر کی پرواز تو ملکوت و ناسوت کی پہنائیوں کو خاطر میں نہ لاتی ہوئی کہتی ہے۔

ہزار بار مرانوریاں کیں کردند

مگر مجذوب کا معاملہ ان دونوں مقامات سے دگرگوں ہے۔ اُسے بیگانے درخور محفل نہیں سمجھتے اور اپنے خاطر میں نہیں لاتے وہ خدا تک رسائی حاصل کرنے کے لئے بطریق سیر کشفی عیانی چلتا ہے۔ طریقِ استدلال سے بالکل ناآشنا ہے۔ اس راستے پر چلنے والا سالک بعض اُوقات یادِ باری تعالیٰ کے غلبہ میں پھنس جاتا ہے۔ عالم ومافیہا کے تمام خیالات محو ہو جاتے ہیں منجانب اللہ ایک کشش ہوتی ہے جو باعثِ ترقیات مزید ہوتی ہے۔ اس حالت کو صفائی مبتدی کہتے ہیں جو صفائی وقت کی ابتدائی منزل ہے۔ اس حالت کو صوفی سالک مجذوب کہتے ہیں لیکن صوفی پر مختلف مقامات آتے رہتے ہیں، تجلیات وارد ہوتی رہتی ہے۔ انہی تجلیات کی ابتدائی منزل میں پھنس کر رہنے والا مجذوب ہے لیکن آگے کی منازل طے کر کے جو انتہائی ولایت کی منزل کو پہونچتا ہے وہ قلندر کا مرتبہ ہے سوال میں مبتدی کا ذکر ہے اور ہمارا مطمحِ نظر منتہی ولی اللہ ہے۔ (فافہم)

تائیدِ مزید

فقیر اپنی تائید میں جگر گوشۂ قلندران حضرت علامہ مولانا محمد تقی حیدر مرحوم کی تقریر دربارہ قلندر پیش کرتا ہے جو

اُنہوں نے سلسلۂ قلندری کے مشائخ کے تذکرہ "النفحات العنبریہ" مشتمل بر ۲۰۰ صفحات کے مقدمہ میں سپردِ قلم فرمائی ہے۔

آپ نے فرمایا کہ جاننا چاہیے کہ جناب باری عزاسمہ نے جو اپنی ذات کو مع اسماء وصفات کے اپنے ارادۂ کامل کے آئینہ میں ملاحظہ فرمایا ہے اس کا نام عالم ہے اور چونکہ ارادۂ کامل ہے لہٰذا ایک ایک صفت نے اس ارادہ میں متشکل ہوکر ایک ایک شے بنادی ہے اور اسی صفت کی مناسبت سے اس شے کا ایک نام ہوگیا ہے چنانچہ ہنگامۂ ظہور میں صفاتِ مختلفہ کے تشکل نے عرش سے لے کر فرش تک اور اُس کے بعد مرتبہ جمادات ونباتات وحیوانات تک مرتب کرکے ایک عظیم الشان اور مفصل عالم دکھادیا ہے یہاں تک کہ حیوانات کے بعد صفات مع ذات کے اجمالاً بیک دفعہ اس ارادۂ میں منعکس ہوئی جس سے ہیکل انسانی قائم ہوئی اور چونکہ انعکاس ذات کا ارادہ میں ہوا ہے لہٰذا انسان وہم میں مبتلا ہوگیا ہے اور اُن وہمی صفات کو اپنی صفات میں اور اس وہمی ہیکل کو اپنی صورت سمجھ بیٹھا ہے اور چونکہ ارادۂ حقیقی کا کمال اس امر کا مقتضی ہے کہ ذات صرف کا ظہور بھی قطعِ نظر اسماء وصفات کے وہمی کر دکھائے لہٰذا تعینِ انسانی میں انسان نے اپنے ایک جداگانہ شے سمجھ لیا ہے اور ہر انسان اپنے کو دوسرے کا غیر سمجھے ہوئے ہے گویا ذات نے اپنے اس آئینہ ارادی میں اپنے کو ایک ایک تعین کے مدرکات وتلذذات راحت وتکالیف کا رنج وسرور حاصل کرنے کے لئے رہن کردیا ہے اسی مقام سے کہا ہے۔

گرد کردن بادہ خویشتن را ☆ نہاون برسرمی جان وتن را

اور یہ اس کی تشبیہ کا کمال ہے۔ پھر جب کسی تعین میں وہ اپنے کمالِ اطلاقی وعلمِ یقینی کا ظہور کرنا چاہتا ہے تو اُس کو ایک اُلجھن اس ہنگامۂ وہمی سے پیدا ہوجاتی ہے اور وہ ارادہ کرتا ہے کہ یہ جو جال باندھا ہوا ہے اس کو توڑ کر کسی طرح اپنے مرتبۂ بیرنگی وبے کیفی پر فائز ہوجائے جو اُس کا ذاتی مرتبہ ہے اور ان تمام بکھیڑوں سے پاک ہے اس شخص کو سالک کہتے ہیں اور اسی طرح مولانا رومی ارشار فرماتے ہیں

چونکہ بیرنگی اسیر رنگ شد ☆ موسیٰ باموسیٰ درجنگ شد

چون بہ بیرنگی رسی کان داشتی ☆ موسیٰ وفرعون کردند آشتی

چنانچہ سالک جب اپنے تعین کو اور ہر شے کے تشکل کو وجودِ مطلق کا وہم سمجھ لیتا ہے تو جاذبہ اطلاقی کی مدد سے اپنے افعال وصفات وہمی کو بلکہ اپنی اس وہمی ذات کو بھی جو اُس نے حق سے علیحدہ ایک شے سمجھ رکھی تھی فانی کردیتا ہے اور اس

کے دیدۂ اعتبار چشمِ بصیرت کے سامنے ہر اک شے کی شمیت اُٹھ جاتی ہے اور وہ ان سب کو وجود کے مراتب سمجھ کر ان مراتب میں وقتاً فوقتاً عروج کرتا رہتا ہے یہاں تک عالمِ تکوین سے بالاتر قدم رکھتا ہے اور مقامِ واحدیت کے مشاہدہ میں مستغرق ہو کر واحدیت کی تفصیل میں عین وحدت کا اجمال مشاہدہ کرتا ہے اور مقامِ وحدت سے دفعۃً نیستی و بے کیفی احدیت میں گم ہو جاتا ہے اس مقام پر اس کا واصل نام رکھا جاتا ہے احدیت چونکہ کوئی مقام نہیں ہے ایک مرتبۂ ذاتی کا نام ہے بلکہ اس کو مرتبہ بھی نہیں کہہ سکتے کیونکہ مراتب و نام سے بالاتر ہے اور وہاں ٹھہراؤ مطلقاً نہیں پس جیسے ہی کہ شخص واصل احدیت میں گم ہوا دفعتہً بقاءِ حق نے پھر اس کو مقامِ وحدت پر فتدلیٰ کیا اس کے بعد اس کے بغیر اپنے مرتبہ سے جدا ہوئے احدیت کے مراتب کا شہود شروع ہوتا ہے اور وہ اپنی ذات کو آئینہ وہم حقیقی میں طرح کہ ظاہر ہے مشاہدہ کرتا ہے اس مرتبہ پر عارف کہا جاتا ہے یہاں تک کہ اپنے کمالِ ذاتی کو اپنے آئینۂ وہم کامل میں بصورت اسماء و صفات و ہیبت عوالم اشیاء ملاحظہ کرتا ہوا اور اس سے اپنی ذاتِ حقہ کا یقین حاصل کرتا ہوا اور اپنے آخری مرتبہ نزول یعنی مرتبۂ انسانی میں پہونچ جاتا ہے اور لباسِ عبودیت زیب تن کرتا ہے یہاں پر اس کو نزول و عروج ایک ہو جاتا ہے اور وہ لاہوت کو ناسوت اور ناسوت کو لاہوت میں دیکھتا اور کُل میں جزو اور جزو میں کُل کا مشاہدہ کرتا ہے اور خود اپنی جب وجود میں لاہوت و ناسوت و جزو کُل سب سے مستغنی رہتا ہے اور ہر وقت اپنے کمال سے ایک طرح کی سرور میں رہتا ہے جس کو حیرتِ محمودہ کہتے ہیں اور اس مقام بے مقامی میں انسان کامل عارف تام المعرفت اور قلندر کہتے ہیں جس کی شان میں مولانا احمد جام فرماتے ہیں:

بزم فیضان اویسیہ
www.faizahmedowaisi.com

قلندر پرتو نورِ الٰہی است ☆ قلندر مطلع انوار شاہی است

قلندر را مقام کبریائی است ☆ قلندر درِ بحر آشنائی است

قلندر موج بحر لایزالی است ☆ قلندر نور شمع ذوالجلالی است

قلندر قطرۂ دریائی عشق است ☆ قلندر ذرۂ صحرائی عشق است

قلندر سری از اسرار بیچون ☆ قلندر از ھواؤ حرص بیرون

قلندر سایۂ پروردگار ست ☆ قلندر محض ذاتِ کردگار است

قلندر را نباشد کفر و ایمان ☆ قلندر را نباشد علم و ایقان

قلندر را نباشد خانمانے ☆ قلندر را نباشد این و آنے

قلندر رانباشد آرزوئے ☆ قلندر رانباشد تارموئے

قلندر رانباشد ابتدائے ☆ قلندر رانباشد انتہائے

قلندر رازھمہ بیزار باشد ☆ قلندر مخزن اسرار باشد

قلندر بے زمان وبے مکان است ☆ قلندر انشان بے نشان است

قلندر ھست دریائے معانی ☆ قلندر ھست مرد لامکانی

قلندر قلزمل توحید باشد ☆ قلندر چشمۂ تفرید باشد

قلندر ازھمہ مذھب بروں است ☆ قلندر الداند کس کہ چون است

قلندر رانباشد ھیچ دینے ☆ قلندر رانباشد حرص وکینے

قلندر کومبرا ازخودی شد ☆ قلندر غرق بحر بیخودی شد

قلندر خرقۂ از عشق دوزد ☆ قلندر خرقۂ کونین سوزد

قلندر راعلم از عشق باشد ☆ قلندر راقدم از صدق باشد

قلندر فارغ ازکون ومکان است ☆ قلندر رانمید انم چسانست

قلندر مرغ لاھوت ست ایدوست ☆ قلندر باز جبروت است ایدرست

قلندر کسوت مردم گزیند ☆ قلندر رابعالم کس زیبند

قلندر گاہ پنہان گاہ پیدا ☆ قلندر گاہ صورت گاہ معنے

قلندر ھرزمان اندرشھوداست ☆ قلندر ھرزمان درھست وبوداست

قلندر ھرزمانے غرق نوراست ☆ قلندر دائما اندر ظھوراست

قلندر گہہ تجلے کرد برطور ☆ قلندر دادموسیٰ راھمہ نور

قلندر لی مع اللّٰہ گفت درراز ☆ قلندر باحبیب اللّٰہ ومساز

قلندر گہ درآمد دردل یار ☆ قلندر گہ برآمد برسردار

قلندر راتجلی ھست بسیار ☆ قلندر می نماید بس نمودار

قلندر گہ بشکل آدم آمد ☆ قلندر گہ نباز آدم آمد

بزم فیضان اویسیہ

قلندر گہ حبیب اللہ باشد ☆ قلندر گہ خلیل اللہ باشد

قلندر شجرۂ این پست وبالا ☆ قلندر ذاتِ پاک حق تعالیٰ

قلندر شو کنون احمد قلندر ☆ قلندر راھمین کار ست بھتر

حجۃ العارفین مصنفہ حضرت سید العرفا مجا قلندر لا ہبر پوری میں ہے کہ حضرت شیخ عبدالعزیز مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو قلندر کا خطاب جناب رسولِ خدا ﷺ سے ملا ان کے سلسلہ کے مریدین کو قلندر یہ کہتے ہیں اور رسالہ غوثیہ میں ہے کہ

"القلندر دبلسان السریانیة اسم من اسماء اللّٰہ"

یعنی قلندر زبان سریانی میں اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔

مراد المریدین میں ہے کہ حضرت قاضی محمد تقی قلندر کے نزدیک قلندر وصوفی ہم معنی لفظ ہیں۔ اصطلاحات کاشی میں ہے کہ رند اور قلندر کے ایک معنی ہیں۔ زندگی تعریف شارح گلشن راز یہ فرماتے ہیں کہ جو اوصاف وعلامات واحکام تعینات سے بری ہو چکا ہو اور ان سب چیزوں کو محو وفانی پا کر دور کر چکا ہو اور عین قید میں آزاد ہو

خوشا رندی جدا گردیدن از خود برق ناموسش

دو عالم گر نخورد برھم بجنبد دست افسوسش

حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قلندر وہ ہے کہ جو علائق روزگار سے مجرد ہو کر تجرید ظاہری وباطنی حاصل کر چکا ہو اور شریعت وطریقت کا کوئی دقیقہ ونکتہ اس سے فروگذاشت نہ ہوتا ہو اور بحر وجود دریائے شہود میں مستغرق رہتا ہے اور مقصود الطالبین میں ہے کہ قلندر وہ ہے جو نقوش واشکال عادتی وآمال بے سعادتی سے مجرد وبا صفا ہو گیا ہو اور جس نے مرتبہ روحی پر ترقی کر کے قیود تکلفات رسمی وتعریفات اسمی سے خلاص ہو کر خط کونین سے مونہہ پھیر گیا اور سب کو حق سے حق کے لئے دیکھتا ہو اور اپنے آپ کو سب سے منقطع کر کے عاشق جمال ذوالجلال ہو رہا ہو اور اس مرتبہ پر فائز ہو کر قیود ونفس وعقل سے خلاص ہو کر نشاط وانبساط واشارت وبشارت سے بے تعلق ہو گیا ہو اور ملامتی و صوفی وقلندر میں فرق یہ ہے کہ قلندر تجرید وتفرید میں کامل ہو کر اپنے تخریب عادات وکتم عبادات میں نہایت کوشاں رہتا ہے اور ملامتی اپنے عبادات کو غیر سے چھپاتا ہے اور صوفی کا قلب بالکل خلق میں مشغول نہیں ہوتا ہے اور نہ ان کی رد وقبول کی وہ پرواہ کرتا ہے۔

بر در میکدہ رندان قلندر باشند ☆ کہ ستانند ودھند افسر شاھنشاھی

خشت زیر سروبر تاك هفت اختر پائے ☆ دست قدرت نگر و منصب صاحب جاهی

گر تراسلطنت فقر به بخشذاے دل ☆ کمتر ملك تو از ماه بودتا ماهی

با گدایان درمیکده اے سالك راه ☆ باادب باش گر از سر خدا آگاهی

قطع این بادیه بی همرهی خضر نکن ☆ ظلماتِ است تبرس از خطر گمراهی

همچو جم جرعه مے کش که بسیر ملکوت ☆ پرتو جام جهان بین دهدت آگاهی

حضرت سید العرفا شاہ مجا قلندر لاہرپوری نے اپنے اکیسویں مکتوب میں حضرت رئیس العارفین شاہ فتح قلندر جونپوری کو لکھا ہے کہ قلندر کسی هست که از حال و مقامات و کرامات گذشته باشد چون شیخ عبدالعزیز مکی بران درجه رسید آنحضرت ﷺ بخطاب قلندر ممتاز ساخت۔

چونکه اوازمصطفیٰ این نام یافت ☆ درجهان معرفت آرام یافت

عارف محقق مولانا مغربی اسی مقام سے فرماتے ہیں

تا مهر تو دیدیم زذرات گذشتیم ☆ وزجمله صفات ازپی آن ذات گذشتیم

چون جمله جهان مظهر آیات وجودند ☆ اندرطلبے ازمظهر وآیات گذشتیم

باماسخن ازکشف و کرامات مگوئید ☆ چون بازسر کشف وکرامات گذشتیم

بسیارزاحوال ومقامات مافید ☆ باماکه زاحوال ومقامات گذشتیم

از خانقه وصومعه وزادیه رستیم ☆ زاوراد هیدهیم وزاوقات گذشتیم

ازمدرسة و درس مقامات بحسبتیم ☆ وازشبه وتشکیك و سوالات گذشتیم

از کعبة وبتخانه وزنار وچلیپا ☆ وزمیکدة وکوی اخرابات گذشتیم

درخلوتِ تاریك ریاضات کشیدیم ☆ درواقعه ازسبع سموات گذشتیم

دردِ سراشادزمادور کن ای پیر ☆ گز پیر و مریدی وارادات گذشتیم

دیدیم که انیها همگی خوابوخیال است ☆ مردانه ازین خواب وخیالات گذشتیم

ای شیخ اگر جمله کمالات تو این است ☆ خوش باش گزین جمله کمالات گذشتیم

اینها بحقیقت همه آفات طریق اند ☆ المنته لله که زآفات گذشتیم

ما ازپے نوریکہ بود مشرق انوار ☆ از مغربی و کوکب ومشکوۃ گذشتیم

در فقرات حضرت خواجہ عبید اللہ احرار نقشبندی میں ہے قلندری تجرید حقیقت خود است از موافع ودور کردن انچہ از جانب اوست وباقی داشتن انچہ از جانب حق است سبحانہ و تعالیٰ و گم کردن خودرابحیثیی کہ ہر چند خود راجویدنیا بدچنانکہ مرید ذوالنون مصری قدس سرہ از حضرت بایزید بسطامی پرسید کہ بایز ید کجاست دی گفت کہ سی سال است کہ بایزید رامیجویم نمی بایم اگر تو بتوانی یافت بجو۔ حضرت شاہ نعمت اللہ ولی رسالہ قلندریہ میں لکھتے ہیں کہ صوفی منتہٰی چون بمقصدر سد قلندر گردو۔ حضرت شاہ حسین بلخی فرماتے ہیں

☆ قلندر کے بگنجد در اشارت

قلندر کے بپاید در عبادت

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ فرقۂ قلندریہ کو ایسا طیب قلب اور سرورِ حضورِ حق ومشاہدہ حاصل ہوتا ہے اور اس قدر سکر حال ومستی باطن پر غلبہ کرتی ہے کہ ان کے اعمالِ ظاہری یعنی نوافل وآداب تناول لذات مباحات میں قلت ہوجاتی ہے محض سرور حضور باطن پر اکتفا کرتے ہیں مگر ترکِ فرائض نہیں کرتے۔ حضرت شیخ رکن الدین لطائف قدوسی میں اپنے والد حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی سے اس حکایت کو نقل کر کے لکھتے ہیں کہ اُنہوں نے فرمایا کہ شیخ الشیوخ نے شرح کی رعایت کی جو یہ فرمایا حالانکہ میں نے حضراتِ قلندریہ سے ترکِ فرائض ہوتے بھی سُنا ہے جیسے حضرت شاہ شرف الدین بوعلی قلندر وخواجہ محمد قلندر وغیرہ اور میں نے حضرت شیخ حسین سرہر پوری قلندر کو دیکھا جو باوجود عالم متجر ہونے کے بالکل تارکِ فرائض تھے۔ایک روز میں نے اُن کے بابت حضرت شیخ محمد فخر الدین جونپوری سے پوچھا بھی تو اُنہوں نے یہ فرمایا ہم اس کے بابت نہیں کہہ سکتے اس لئے کہ وہ قلندر ہیں اور ہم صوفی نیز اس میں ہے کہ ترکِ فرائض من حیث الظاھر کا طعن ہم نہیں کر سکتے اس لئے کہ حضرتِ حق نے حضور ﷺ کو مرتبۂ وحی ایسا عطا فرمایا ہے کہ ایک حال اور ایک وقت میں بجسدِ ارواح اپنے کو چند جگہ دکھا سکتے ہیں اگر ایک مقام پر ترکِ فرائض کرتے ہوں تو کیا عجب کہ دوسرے مقام پر فرائض ادا کرتے ہوں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دارومدار تکالیف شرعیہ کا عقل پر ہے اور چونکہ ان کی عقلیں بوجہ غلبۂ حال کے مغلوب ہوجاتی ہیں تو وہ اہلِ سکر کے حکم میں ہیں اور سکاری پر تکالیف شرعیہ نہیں ہیں السکاری معدودون (نشہ والے معذور ہیں) لہٰذا وہ بھی غیر مکلّف اور حدودِ شرعیہ سے آزاد ہیں

اگرچہ من حیث الظاہر بعض اُمور میں ان سے ہوشیاری ملاحظہ ہوا تھی نیز حضرات شاہ نعمت اللہ قلندر رسالہ قلندریہ میں لکھتے ہیں کہ "ذکر قلندر حق ست کہ از ہمہ عالم مستحق ست دین قلندر دانا کہ اوست بر ہمہ تو توانا دنیائ قلندر تفرید کہ بشارت میدھد بتوحید علم قلندر سہو و عمل قلندر محمو وراہ قلندر عشق ست والعشق ھو اللہ۔" المختصر جو شخص کہ باوصاف مذکورۂ بالا متصف ہوگا اس کو قلندر مشرب کہیں گے خواہ وہ کسی سلسلہ یا کسی خاندان کا ہو جیسا کہ حضرت شیخ محمد چشتی دہلوی کتاب مطلوب الطالبین میں خانوادہ قلندریہ کے بیان میں لکھتے ہیں کہ اس خاندان کے مبداء حضرت شاہ حیدر و شاہ حسین قلندر بلخی ہیں اور ہر سلسلہ میں سے جو شخص ابدال کے مرتبہ پر پہونچا وہ قلندر مشرب ہوا جیسے حضرت شمس تبریز سہروردی، حضرت مولانائے رومی سہروردی، حضرت فخر الدین عراقی سہروردی، خواجہ حافظ شیرازی، خواجہ مسعود بک چشتی وغیرہ دیگر خاندان کے حضرات قلندر مشرب تھے انتہٰی۔ حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی صابری کتاب مراۃ الاسرار میں لکھتے ہیں کہ بارہویں خانوادہ میں حضرات قلندریہ ہیں اور یہ حضرات مختلف سلاسل کے بزرگانِ دین ہیں جنھوں نے مشربِ قلندریہ اختیار کرلیا ہے چنانچہ حضرت شیخ محمد قلندر اور ان کے مریدین بھی یہی مشربِ عظیم القدر رکھتے تھے یہ شعر انہیں کا ہے۔

ما ز دریائیم و دریا ہم ز ماست ☆ این سخن داند کسے کو آشنا ست

اور خواجہ ابو اسحاق مغربی و حضرت ابو تراب بخشی وغیرہ کا یہی مشرب تھا اور بہت سے خاندانوں کے بزرگانِ دین اسی مشرب پر ہوئے ہیں اور ابدال اکثر اسی مشرب میں ہوتے ہیں۔ حضرت شیخ محمد اکرم چشتی اقتباس الانوار میں خانوادۂ قلندریہ کے بیان میں لکھتے ہیں کہ خلفائے حضرت فرید گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حضرت سید علاء الدین علی احمد صابر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور اُن کے خلیفہ حضرت سید شمس الدین ترک پانی پتی قلندر مشرب تھے اور حضرت سید محمد گیسو دراز خلیفہ حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی بھی قلندر مشرب تھے یہ اشعار انہیں کے ہیں۔

زمین و آسمان ہر دو شریف اند ☆ قلندر را درین ہر دو مکان نیست
نظر در دید با ناقصِ فتادہ ☆ دگرنہ یار من از کس نہاں نیست

حضرت سید محمد بن جعفر مکی خلیفہ حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی بھی قلندر مشرب تھے یہ اشعار ان کے ہیں۔

اندر رہِ عشق سرسری نتوان رفت ☆ نادیدہ رہ قلندری نتوانِ رفت
خواہی کہ پس از کفر بیابی ایمان ☆ تاجان ندھی بہ کافری نتوانِ رفت

حضرت خواجہ مسعود بک خلیفہ شیخ رکن الدین شیخ شہاب الدین امام حضرت سلطان المشائخ بھی قلندر مشرب اور بڑے عارف بیباک تھے یہ شعر اُن کا ہے

مجرد شو از دین و دنیا قلندر ☆ کہ راہِ حقیقت ازین ہر دو برتر

اور حضرت مخدوم شیخ عبدالحق ردولوی خلیفہ حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی چشتی وحضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کا بھی یہی مشرب تھا نیز حضرت شیخ مودود لاری استاد حضرت شیخ امان پانی پتی وخود حضرت شیخ امان شارح لوائح کا یہی مشرب تھا اور حضرت شیخ جلال الدین قریشی بھی قلندر مشرب تھے یہ شعر انہیں کا ہے۔

من مست می عشقم هشیار نخواهم شد ☆ از رندی وقلاشی بیزار نخواهم شد

حضرت شیخ سیف الدین والد حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی وخلیفہ حضرت شیخ امان پانی پتی بھی اسی مشرب میں تھے جیسا کہ اخبار الاخیار میں مذکور ہے اور حضرت خواجہ محمد عبدالباقی معروف بخواجہ باقی باللہ نقشبندی کابلی کا بھی یہی مشرب تھا جیسا کہ انہوں نے ایک مکتوب میں حضرت شیخ تاج الدین سنبھلی اپنے خلیفہ کو لکھا ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ

"شما کتب محققین مطالعہ نکردہ اید کہ طریقہ رسول اللہ ﷺ بے تفاوتے طریقہ ایشا نست اخفاو عدم امتیاز از خلق و شکستگی و متواضع بودن و خودرا اور دائرہ عوام انداختن واکتفابستن معتادہ نمودن وبااسباب ظاهری توسل نمودن طریقہ حضرت مصطفیٰ ست ا چنانکہ شیخ محی الدین ابن عربی "در کتاب فتوحاتِ مکیہ گوید کہ هذا مقام رسول اللہ و مقام ابی بکر الصدیق ومن المشائخ ابی یزید البسطامی وحمدون القصاد وابی سعید الاخراز ومن السادات ابو السعود ابن الشبلی وهذا حالنا۔" انتہٰی خواجہ عبیداللہ المعروف بہ خواجہ خورد خلف رشید حضرت خواجہ باقی باللہ وحضرت شاہ گلشن نقشبندی مجددی بھی قلندر مشرب تھے۔ حضرت فخر الدین عراقی فرماتے ہیں۔

تا صومعہ و مدرسہ ویران نشود ☆ این کار قلندری بسامان نشود
تا ایمان کفر و کفر ایمان نشود ☆ یک بندہ حقیقتاً مسلمان نشود

حضرت مولانائے شمس الدین تبریز فرماتے ہیں

بزم شراب لعل خرابات کافری ☆ کار قلندر ست وقلندر راز وبری
سیمرغ کوہ قاف مقام قلندری ☆ وصف قلندر است قلندر از وبری

حضرت سیدالمجذ وبین شیخ شرف الدین بوعلی قلندر پانی پتی فرماتے ہیں

بردراہ قلندررابہ پیما وسراسرین بھر گامی از وصد سرفگندہ افسرو سربین

چہ موسیٰ وچہ عیسی وچہ پیرمرسلان احمد چہ ترساوچہ مغ آنجاھمہ گشتہ برابرین

نہ ملک آنجانہ درویشی نہ پیوندست وخویشی

نہ کیش است ونہ بی کیشی بحرفی جملہ مضمرین

نہ آنجا کفرونہ ایمان نہ آنجاحجت وبرھان

نہ آنجاآیۂ قرآن ھمہ کج راست بادرین

قلندورانواز شہا خدائے اراگذارش ھا

خداانیدر قلندرداں قلندراخداالخورین

حضرت غوثِ ملت لسان الحق شاہ تراب علی قلندر علوی قدس سرہٗ الاطہر فرماتے ہیں

اھل حقیقت است اوقائل بوحدت است او بیرحق بودانا الحق درمشرب قلندر

اوبگذردرھستی کوشد بحقپرستی حرف دوئی نشنودکس از لب قلندر

امی بخیرچہ پرسی رازمذھب قلندر بجزنورحق نتا بدرکوکب قلندر

روزش حضورباحق شب غیبت ست الخلق رنگی عجیب داردروز وشب قلندر

عبدالعزیز مکی شیخ است ومقتدایش از لطف او برآید ھر مطلب قلندر

تعلیم حق گرفتم مثل تراب من ھم تانام حق بخواندم در مکتب قلندر

جناب منشی وہاج الدین صاحب رسالہ کبریت الاحمر میں لکھتے ہیں کہ قلندری مقامِ رسول اللّٰہی کا نام ہے جس کی نسبت کتاب بحرالمعانی میں میں نے یہ حدیث دیکھی ہے

انی اعراف رجالاً من امتی فی لیلۃ المعراج مقامھم فی مقامی عند اللّٰہ

یعنی بیشک میں پہچانتا ہوں مردوں کو اپنی اُمت سے شبِ معراج میں جن کا مقام میرے مقام پر ہے اللہ کے نزدیک۔

صحابہ کرام کو یہ مقامِ قلندری یکہ بعد دیگرے نصیب ہوا اور ان میں کوئی فرق بعد اس مقام کے حاصل ہونے کے ایک دوسرے سے نہیں ہے اور یہی مقام دوازدہ امام کو بالترتیب یکہ بعد دیگرے حاصل ہوا اور حضرت اُویس قرنی بھی

اس مقام پر فائز ہوئے ہیں اور بعد اس کے دیگر خاندانوں میں جن کی تعداد مجھے مفصل طور پر ٹھیک معلوم نہیں ہے ان میں سے اسامی ذیل میرے علم میں بھی خاص کر مقامِ قلندری پر فائز ہوئے ہیں۔ حضرت منصور، حضرت جنید، حضرت شبلی، حضرت غوثِ الاعظم قلندرانِ سلسلہ قلندریہ وقادریہ جن میں ہمارے یہاں کے حضرات داخل ہیں و متقدمین سلسلہ نقشبندیہ، حضرت خواجہ معین الدین چشتی، حضرت قطب الدین بختیار کاکی، حضرت بابا فرید گنج شکر، حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء، حضرت مخدوم علی احمد صابر کلیری، حضرت مخدوم عبدالحق ردولوی، حضرت شمس تبریز، حضرت مولانائے رومی، حضرت حکیم سنائی، حضرت فرید الدین عطار، حضرت محی الدین ابن عربی، حضرت محمود تبریزی، حضرت نجم الدین رازی، حضرت فخر الدین عراقی، حضرت مولانا حافظ شیرازی، حضرت شمس الدین محمد مغربی، حضرت عبدالکریم جیلی، حضرت شاہ بوعلی قلندر، حضرت سرمد وغیرہ وغیرہ ان حضرات میں کوئی فرق نہیں اگر کچھ فرق ہے تو ذاتی نسبتوں کا باقی جس خاندان میں جن حضرات کا مقامِ قلندری نہیں ہوا ہے اس خاندان کے نسبتیں اسمائی وصفاتی مختلف ہیں۔ مثلاً خاندانِ قلندریہ کے نسبت مردکی جاتی ہے اور خاندانِ قادریہ کے نسبت بھی مروکی ہی جاتی ہے اور یہ نسبت بسبب جامعیت کے قلندر سے اعلیٰ ہے اور قلندر کی نسبت بسبب رندی و آزادی کے قادریہ سے اعلیٰ ہے اور چشتیہ کی نسبت عورت کی ہے۔ متاخرین نقشبندیہ کی نسبت چونکہ تقلیدی مجاہدہ کی ہے یعنی تحقیقی نہیں ہے لہٰذا قلندری وقادری نسبت سے کم ہے اور وہ نسبت برقلب موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام ہے پس جو فرق حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام اور حضور ﷺ سے ہے وہی فرق نقشبندیہ و قلندریہ خاندان میں ہے اور یہ طریقہ قلندریہ عظیم الشان ہے جس کی کوئی حد نہیں مگر بسبب گمنامی وعدم پسندیدگی شہرت کے اس خاندان کے حضرات نے اپنے آپ کو خاک میں ملا دیا ہے اس مقام و حالت قلندری کے بیان میں کلامِ مجید میں اصحابِ کہف کا قصہ ہے جو ان کی بیخودی ہے وہ قلندر کا محو ہے اور جو ان کی بیداری درمیان میں ہے یہ قلندر کا صحو ہے اور ہر شخص کو یہ مقام از روئے نص کے حاصل ہو سکتا ہے بشرطیکہ جاذبہ الٰہی شاملِ حال ہو وہ نص یہ ہے۔

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○

ترجمہ: تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی۔ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بیشک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔ بیشک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔ (پارہ ۲۴، سورۃ الزمر، آیت ۵۳)

اور یہ وہ مقام ہے جس کے حصول کے واسطے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خداوند عالم نے شیطان کے پاس بھیجا تھا جس

کا ذکر حضرت فرید الدین عطار کے قصیدہ میں ہے اور جس کی انتہائے حصول کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانہ میں اُمت محمدی میں داخل ہو کر حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کی اقتداء کرینگے۔ مجھ کو ایک واقعہ میں یہ مشاہدہ ہوا ہے کہ صفِ اول حضورِ حق میں ایسے قلندروں کا ہر شخص ہے اور وہ ایسی بہشت میں ہے کہ جہاں صور کے بیچ و شرا ہوتی ہے اور یہ صفِ اول "فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ ؕ" (سچ کی مجلس میں عظیم قدرت والے بادشاہ کے حضور) (پارہ۲۷، سورۃ القمر، آیت ۵۵) کے ہے۔ جس کو حضرت نجم الدین رازی نے کتاب مرصاد العباد میں لکھا ہے۔ انتہیٰ بقدر الضرورت الختصر اعلیٰ ترین ہر خاندان میں مقام قلندری ہے کہ جس کی کوئی حد و انتہا نہیں۔

قلندر معنی دارد کہ در گفتن نمی آزید

اب اس مضمون کو چند اشعار حضرت شاہ حفیظ اللہ خلیفہ حضرت قاضی محمد تقی قلندر مہونوی پر ختم کرتا ہوں

قلندر مظہر خاص الٰہی است ☆ قلندر محرم سر کما ہی است
قلندر ذات حق بر جائے دیدہ ☆ قلندر دیدہ گوید نے شنیدہ
قلندر رہبر ہر دو جہان است ☆ قلندر واقف سر نہان است
اگر خواہی کہ باشی پیر و رہبر ☆ قلندر شو قلندر شو قلندر
قلندر گو قلندر گو قلندر ☆ قلندر جو قلندر جو قلندر
قلندر شد خدادان و خدا بین ☆ قلندر باش و اسرار خدا بین
قلندر داند از اسرار تشبیہ ☆ قلندر بیند از تشبیہ تنزیہ
قلندر شد معرا از علایق ☆ قلندر شد مبرا از خلایق
قلندر بادشاہ دین و دنیا ست ☆ قلندر رازدار سر مولیٰ است
قلندر را چہ بیند کور مہجور ☆ قلندر را چہ داند از خدا دور
قلندر چہ گویم من ز اوصاف قلندر ☆ چہ ذات حالیست اللہ اکبر
خداوندا ز لطفِ بندہ پرور ☆ مرا کن از غلامان قلندر

سلسلہ قلندریہ

جیسا کہ فقیر نے پہلے عرض کیا ہے کہ یہ سلسلہ قلندریہ، قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ (اویسیہ) کی طرح بھی ایک

مستقل سلسلہ ہے اس سلسلہ سے وابستگان مشاہیر اُولیاء کاملین ہیں اس کے متعلق فقیر مختصر سا تعارف عرض کردے۔

اس سلسلہ کے بانی سیدنا حضرت عزیز مکی قدس سرہٗ ہیں اور یہ حضرت عزیز مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے ظہورِ اقدس سے بہت پہلے عالمِ ظہور میں قدم رکھ چکے تھے آپ قدس سرہ حضرت صالح پیغمبر علیہ السلام کی اُولاد سے ہیں اور حضور ﷺ کے زمانۂ اقدس میں زندہ موجود تھے۔

تعارف بانی سلسلہ قلندریہ

حضرت الشیخ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ آپ صالح نبی علیہ السلام کی اُولاد سے ہیں طویل عمر پائی یہاں تک کہ حضور ﷺ کے اعلانِ نبوت کے بعد مدینہ طیبہ میں حاضر ہوکر اصحابِ صفہ میں شامل ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانۂ اقدس تک زندہ تھے اور غزوہ صفین میں بھی شمولیت فرمائی (رسالہ غوثیہ) آپ قدس سرہ پر سکر کا غلبہ تھا۔ تیس چالیس سال تک عالمِ سکر میں رہتے اسی کیفیت میں مختلف مقامات سے سیر کرتے ہوئے پاکپتن شریف پہونچے یہ جگہ آپ قدس سرہ کو پسند آگئی اور فرمایا کہ سردابہ (غار) میں اُترتا ہوں تم اسے بند کردینا اسی مقام پر حل شبہات کے لئے سیدنا بہاؤالحق ملتانی اور سیدنا گنج شکر حاضر ہوئے آپ قدس سرہ نے ان کے آنے پر سرداب سے باہر آکر ان کے شبہات حل فرمائے، اس کے بعد فرمایا میں سرداب میں واپس جاتا ہوں اور حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں باہر آؤنگا ۔آپ قدس سرہ کے سرداب کے مقام پر آپ قدس سرہ کا مزار پاکپتن شریف میں مشہور ہے۔ آپ قدس سرہ ۱۲ ذوالحجہ کو سرداب (غار) میں تشریف لے گئے اور فرمایا اس سرداب کو کبھی نہ کھولنا چنانچہ ۱۲ ذوالحجہ کو آپ قدس سرہ کا عرس ہوتا ہے اب ۷ ساون سے ۱۰ ساون تک ہوتا ہے۔ تفصیلی حالات مع دلائل فقیر کی تصنیف ''تذکرۃ العزیز عرف عزیز مکی'' میں پڑھیئے۔

فائدہ

آپ قدس سرہٗ کا لقب عبداللہ علمبردار بھی ہے۔

سوال

ہم سلسلۂ قلندریہ کے شبہات میں شاکی ہیں تم نے بانی سلسلہ کے متعلق مزید شبہات میں ڈال دیا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک شخص اتنی طویل عمر گذارے اور پھر حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جاملے، عقل مانتی نہیں شرعاً بھی یہ بات مشکوک ہے؟

جواب

قادرِ مطلق کی قدرت سے بعید نہیں اور نہ صرف حضرت عزیز کی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے ہے بلکہ بیشمار بندگانِ خدا اس طویل العمری کی دولت سے نوازے گئے ۔ حضرت امام زرقانی شرح مواہب لدنیہ اور پھر امامِ اہلسنّت علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی شرح شفالقاضی عیاض المسمّٰی بہ نسیم الریاض میں متعدد اسی قسم کے واقعات ملتے ہیں جسے اہلِ شرع نے آنکھیں بند کرکے مانا ہے۔ سیدنا عزیز کی قدس سرہ کا حضور ﷺ کے زمانہ اقدس تک زندہ موجود ہونا اسی قبیل سے ہے البتہ ان کا حضور ﷺ کے زمانہ اقدس کے بعد عرصہ دراز تک زندہ رہنا اور پھر سردابہ میں تشریف لیجانا اور سیدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ساتھ آخر دور میں ظاہر ہونا بظاہر مشکل سا ہے لیکن حضرات اصحابِ کہف کے حالات جاننے والے حضرت عزیز کی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کو مشکل نہیں سمجھتے بفضلہٖ تعالیٰ فقیر اُویسی غفرلہٗ اسی موضوع پر بہت بڑے دلائل قائم کرسکتا ہے لیکن بخوف طوالت ایک حوالہ پر اکتفاء کرکے مضمون کو ختم کرتا ہے۔ حضرت علامہ کمال الدین محمد بن موسیٰ الدمیری ۸۰۸ھ رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب حیوٰۃ الحیوان، صفحہ ۲۲۸، جلد ۳ میں فرماتے ہیں

یقال ان النبی ﷺ سال ربه ان یریه ایاهم فقال تعالیٰ انك لن تراهم فی دار الدنیا ولکن ابعث الیهم اربعة من اخیار اصحابك لیلغوهم رسالتك ویدعوهم الی الایمان بك فقال رسول اللہ ﷺ لجبریل کیف ابعث الیهم فقال ابسطه کساوك واجلس علی طرف من اطرافه ابابکر وعلی الثانی عمر وعلی الثالث علیا وعلی الرابع ثم ادع الرخاء المسخرة لسلیمان بن داؤد علیهما السلام فان اللہ تعالیٰ امرها ان تطیعك فضعل النبی ﷺ ما امر به فحملتهم الریح حتی انطلقت بهم الی باب الکهف فلما دنو امن الباب قلعو امنه حجر امقام الطلب فتح علیهم حین البصر الضن وهر وحمل علیهم قلما رآهم حزك راسه وبصیص بذنبه واوما براسه ان ادخلوالکهف قد خلو افقالو السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاته فرد اللہ علیهم ارواحهم فقاموا با جمعهم وقالو اوعلیکم السلام وعلی محمد رسول اللہ السلام مادامت السموات والارض وعلیکم بما بلغتم ثم جلسو ابا جمعهم یتحدثون فآمنوا بمحمد ﷺ وقبلوادین الاسلام وقالوا اقراو امحمد امنا السلام ثم اخذ وامضا جعهم وصاروالی رقدتهم الی آخر الزمان عند خروج المهدی ویقال ان المهدی مسلم علیهم فحیهم اللہ ثم یرجعون الی رقدتهم فلا یقومون الیٰ یوم القیامة۔

ترجمہ

حضور سرورِ دو عالم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی الٰہ العلمین اصحاب کہف سے ملاقات کروا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ ﷺ دنیا میں نہیں آخرت میں انہیں دیکھیں گے البتہ آپ ﷺ اپنے چار خلفاء بھیج دیجئے تا کہ جا کر آپ ﷺ کی رسالت کا پیغام پہنچادیں اور وہ آپ ﷺ پر ایمان لائیں۔ آپ ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ وہاں یہ صاحبان کیسے پہونچیں گے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی آپ ﷺ اپنی چادر مبارک بچھایئے اور ایک کونہ پر حضرت صدیق اکبراور دوسرے پر حضرت عمر کو تیسرے پر حضرت علی اور چوتھے پر حضرت ابوذر، ایک روایت میں تیسرے پر حضرت عثمان کو چوتھے پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو بٹھایئے اور ہوا کو حکم دیجئے وہ جس طرح حضرت سلیمان بن داؤد علیٰ نبینا وعلیہما السلام کے تابع تھی اسی طرح آپ ﷺ کے بھی تابع ہے آپ ﷺ اسے حکم دیجئے وہ آپ ﷺ کا حکم مانے گی آپ ﷺ نے ایسے ہی ہوا کو حکم دیا اور ان حضرات کو ہوا کہف کے دروازے پر لے گئی جب یہ حضرات دروازے پر پہنچے تو اصحابِ کہف کا کتا اُٹھا اور بھونکنے لگا لیکن جب ان حضرات کے چہرہ پر نگاہ پڑی تو قدموں پر گر پڑا اور اصحابِ کہف کی طرف اشارہ کرکے ان کے ہاں لے گیا۔ اصحابِ کہف کو **السلام وعلیکم** کہا انہیں اللہ تعالیٰ نے زندہ کیا اور حضرات خلفاء راشدین کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کا جواب یوں دیا۔ **وعلیکم السلام وعلیٰ الی محمد رسول اللہ السلام مادامت السموات والارض**، تھوڑی دیر تک گفتگو ہوتی رہی اور حضور ﷺ پر ایمان لائے اور سلام عرض کئے پھر وہ اپنے مقام پر چلے گئے جب حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ آخری زمانہ پر تشریف لائیں گے تو ان کو **السلام و علیکم** کہیں گے تو یہ حضرات اُٹھ کھڑے ہوں گے اس کے بعد پھر اپنی قیام گاہ میں چلے جائیں گے اور پھر قیامت تک نہیں اُٹھیں گے۔

www.Faizahmedowaisi.com

فائدہ

جب حضرات اصحابِ کہف رحمہم اللہ تعالیٰ کا کہف میں تشریف فرمانا پھر حضور ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے ملنا اور پھر ان کا حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرنا شرعاً ممنوع نہیں ایک حقیقت ہے تو پھر شریعت کی آڑ میں آکر سیدنا عزیز مکی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق اشکال پیش کرنے کا کیا معنی اور طویل العمری اُنہونی بات نہیں بلکہ واقعہ ہے ایک بھی نہیں سینکڑوں واقعات ہیں، چند واقعات فقیر نے اپنی تصنیف ''طویل العمر لوگ'' میں بیان کئے ہیں۔

سلسلہ قلندریہ کی سند

حضرت علامہ عبدالعلی بحر العلوم لکھنوی شرح مسلم الثبوت میں لکھتے ہیں کہ "ثم مثل الرتن یدعون الاولیاء القلندریہ البررۃ الکرام صحبۃ عبد اللہ ویلقبونہ بعلمبردار وینسبون خرقتھم الیہ ویدعون اسناد امتصلاً ویحکون حکایۃ عجیبۃ ویدعون بقائہ قریب من ستماۃ سنۃ فلا مجال نسبۃ الکذب الیھم فانھم اولیاء اللہ صاحب الکرامات محفوظون من اللہ۔" (واللہ اعلم)

ترجمہ

پھر بابا رتن کی ہی ایسی بات کا دعویٰ حضرات اُولیاء کرام قلندریہ کرتے ہیں یعنی صحابیت عبداللہ کے بارے میں اور ان کو علمبردار کے لقب سے ملقب کرتے ہیں اور حکایات عجیبہ بیان کرتے ہیں اور چھ سو برس کی زندگی کا دعویٰ کرتے ہیں پس ان اُمور کو غلط خیال کرنے کی گنجائش نہیں کیونکہ وہ اُولیاء اللہ صاحب کرامات ہیں وہ منجانب اللہ محفوظ ہیں۔ (واللہ اعلم)

آپ سے جو سلسلہ جاری ہوا اُس کی دو اقسام ہیں۔

(۱) قلندریہ مکیہ جو بلا واسطہ حضور ﷺ سے حاصل کیا

(۲) قلندریہ علویہ بواسطہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ حبیب ﷺ

ان دونوں سلسلوں کے اکابر اُولیاء ہندوستان میں موجود ہیں۔

علمائے فرنگی محل لکھنو

ان علماء کی علمی حیثیت سے اہلِ علم باخبر ہیں ان جلیل القدر کی سند سلسلہ مصافحہ حضرت عزیز مکی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہے۔

شاہ عبدالرزاق فرنگی محلی نے مولانا عبدالوحید سے مصافحہ کیا اُنہوں نے اپنے والد مولانا عبدالواحد سے اُنہوں نے اپنے جد مکرم علامہ بحر العلوم عبدالعلی سے انہوں نے مولانا امین سید جونپوری سے اُنہوں نے حاجی صفۃ اللہ خیر آبادی سے اُنہوں نے حضرت شیخ عبداللہ جنی سے اُنہوں نے شیخ عبداللہ علمبردار سے اُنہوں نے حضور ﷺ سے مصافحہ کیا۔

سوال

سلسلے تو صرف چار مشہور ہیں یہ قلندریہ کہاں سے نکل آیا؟

جواب

اہلِ علم کو معلوم ہے کہ بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ ذاتِ باری تعالیٰ کے ملنے کے اتنے بیشمار طریقے ہیں جتنا

ریت کے ذرات بلکہ اس سے بھی زیادہ اس کے باوجود صرف چار سلسلے مشہور ہوئے اس کی وجہ یہ ہے کہ جس سلسلہ کے خلفاء عالم میں زیادہ پھیلے وہی دنیا میں مشہور ہو گئے اس کی مثال فقہ اسلامی کی ہے کہ اس میں چار مسالک مشہور ہیں حالانکہ دورِ اجتہاد میں بیشمار مذاہب جاری ہوئے لیکن ان چاروں مذاہب کے متعلقین دنیا میں زیادہ پھیل گئے بنابریں یہی مشہور ہو گئے باقی ایک مدت چلے پھر ختم ہو گئے لیکن سلسلہ تصوف میں یہ بات نہیں اگرچہ شہرت ان چاروں کو ہے لیکن دوسرے سلاسل بھی جاری ہیں اگرچہ ان سے کم سہی اور انشاء اللہ تا قیامت جاری رہینگے۔

یہ حال سلسلہ اُویسیہ کا ہے بعض صاحبان نے یہ غلط کہا ہے کہ سلسلہ اُویسیہ کوئی سلسلہ نہیں اس کی تفصیل فقیر کی تصنیف ''ذکرِ اُویس'' اور ''سلسلہ اُویسیہ ایک مستقل سلسلہ ہے'' میں پڑھیئے۔

خلفاء سلسله قلندریه

مناقب القلندریہ میں ہے کہ حضرت شیخ عبدالعزیز مکی صحابی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چار خلفاء ہیں (۱) سید خضر رومی (۲) سید خضر پائی دوز (۳) سید میران محمود پکی پا (۴) سید میران تھر۔ آپ قدس سرہ کے خلفاء اُولیاءِ کاملین سے اور صاحبِ کرامات تھے۔ سید میران محمود پکی پا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ واصل باللہ تھے ان کے مزار کی جس نے زیارت کی اللہ تعالیٰ نے اس کی حاجت پوری فرمائی ان کا مزار نوساری ضلع گجرات (انڈیا) میں ہے۔ اس سلسلہ کے بزرگوں کا سلسلہ طویل ہے اور ان کی کرامات اور ان کے مفصل حالات ''النفحات العنبریه فی السلسلة القلندریه'' میں ہیں۔

قصه اڑھائی قلندر کا

بزم فیضان اُویسیہ

یہ بات محض افسانہ معلوم ہوتی ہے کہ دنیا میں کل اڑھائی قلندر ہیں اور یہ بھی مبالغہ ہے کہ قلندر غوثِ اعظم سے بھی بڑھ کر ہوتا ہے اس لئے کہ فقیر اسی رسالہ کے آغاز میں لکھ چکا ہے کہ قلندر کا آخری مقام و منزل فنا ہے کہ سالک ذاتِ حق سے رنگا جائے قلندر میں علاوہ دیگر خصوصیات کے مقامِ فنا خصوصیت سے حاصل ہوتا ہے گویا ہر فانی فی اللہ و باقی باللہ ولی کامل قلندر ہے جیسا کہ فقیر نے چند کاملین رحمہم اللہ تعالیٰ کے اسماء گرامی عرض بھی کئے ہیں۔ چند ایک اور ملاحظہ ہوں حضرت ابوالحسن خرقانی، حضرت ابوسعید، حضرت ابواسماعیل، حضرت بایزید بسطامی، حضرت ابوعبداللہ، امام ابوالقاسم، ابو عثمان نیشاپوری، ابوالمنصور اصفہانی، محمد بن حسن وغیرھم (رحمہم اللہ تعالیٰ) ہاں خصوصیت سے یہ لقب و اصطلاح حضرت عبد العزیز مکی کو حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عطا ہوا تھا۔ (سوانح شہباز قلندر، صفحہ ۱۹۱)

برصغیر میں حضرت شیخ شرف الدین بوعلی شاہ قلندر پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ لقب عطا ہوا، جس کا مختصر تذکرہ

آتا ہے پھر اس لقب سے شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نوازے گئے۔ آپ پانی پت میں حضرت شاہ بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ایک عرصہ مقیم رہے اور خوب استفادہ کیا۔ آپ پانی پت میں رہ کر ایک عرصہ تک شہباز بنے۔ باز، شاہین، عقاب، دراصل یہ صوفیانہ اصطلاحات ہیں ان سے مراد فضائے بسیط میں آزادانہ پرواز کے ہیں۔

صوفیہ کرام کے نزدیک فضائے بسیط موجوداتِ عالم ہیں اور پروازِ فکر و نظر اور مشاہدہ ہے۔

حضرت قلندر شہباز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حضرت شاہ بو علی قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خرقۂ خلافت عطا فرمایا تھا کلاہ چہار ترکی سے نوازے گئے۔ (سوانح شہباز قلندر، صفحہ ۱۹۸)

قلندر کی منازل

فقیر قلندر کی مختصر منازل عرض کرتا ہے اور جو اُن منازل کو طے کر لے وہ قلندر ہے تمام قلندر کہلوانے والوں میں منازل طے کرنا تو دور کی بات ہے اُن منازل سے شناسائی بھی مشکل نظر آتی ہے۔ صوفیہ کرام کے نزدیک قلندر کی مشرب ایک منفرد اور انوکھا طریقہ ہے جس سے ایک بندہ نفسِ امارہ کو زیر فرمان کر کے اپنے صانع اور خالقِ حقیقی کی طرف رجوع ہوتا ہے اور دنیا کی طاغوتی طاقت کو بالکل ہیچ سمجھتا ہے اسی وجہ سے قادرِ مطلق کے سوا کسی کا خوف نہیں ہوتا۔ قلندر اپنی عبادت و نیکی کو چھپاتا ہے وہ سراپا اخلاص ہوتا ہے۔ مشاہدۂ حق سے حقائق تک رسائی حاصل کرتا ہے ایسی لذت سے سرشار ہوتا ہے جس کی شرح زبان و بیان سے نہیں ہو سکتی۔ صوفیہ کرام کے نزدیک کئی ایسے بزرگ ہیں جیسے حسن بلخی، شمس تبریزی، خواجہ اسحاق مغربی، عارف رومی صاحب مثنوی، حافظ شیرازی، شیخ بو علی قلندر، شیخ علی صابر رحمہم اللہ تعالیٰ، ان سب کے احوال قلندرانہ تھے۔ (سوانح شہباز، صفحہ ۱۹۰۔۱۹۱)

فیصلہ

قلندر کا ظاہر معمولی آدمی جیسا ہوتا ہے لیکن ان کے دوشِ عزیمت پر جزر دائیں پر مای ہوتی ہے ان کی قیمت شاہانِ تخت بھی چاہتے تو ادا نہیں کر سکتے تھے ان کے قربِ الٰہی کی منازل بلند پرواز ہیں اس معنٰی پر جہاں اڑھائی قلندر کا تصور ہے وہ صحیح معلوم نہیں ہوتا کیونکہ مذکورہ بالا کے اوصاف سے بیشمار اُولیاءِ کبار رحمہم اللہ تعالیٰ موصوف تھے اگرچہ وہ ایسی اصطلاح سے مشہور نہ تھے اور یہ ضروری نہیں ہر معروف صفت سے تمام اُولیاء کرام معروف ہوں اس سے لفاظ اور جھوٹے مدعیانِ قلندریت کا بھی رد ہو گیا جو ایک طرف بندگانِ نفس ہیں دوسری طرف احکاماتِ الٰہی کی پیروی سے یکسر عاری و خالی۔

مشاھیر قلندر

ہاں جو لفظ قلندر سے معروف ہیں وہ یہ حضرات ہیں۔

(۱) سیدنا عبدالعزیز مکی صحابی علمبر دار رحمۃ اللہ علیہ جن کا ذکر مختصراً پہلے عرض کیا گیا ہے مفصل تذکرہ فقیر کی تصنیف ''تذکرہ العزیز عرف عزیز مکی'' میں پڑھیے۔

(۲) حضرت شیخ بو علی شاہ قلندر پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ، انگریز مؤرخ آرنلڈ تاریخ پانی پت کے حوالہ سے رقمطراز ہے کہ راجپوت قوم شیخ شرف الدین بو علی قلندر پانی پتی کی بدولت مشرف با اسلام ہوئی، اس قوم کا سربراہ امیر سنگھ آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر بیعت ہوا، تاریخ میں ان کے عجیب حالات آتے ہیں۔ آپ پانی پت ہی میں پیدا ہوئے پاک وطن بزرگوں کی علم پروری کے باعث یہ قصبہ گہوارہ علوم بنا ہوا تھا، آپ متداول علوم عربی، فارسی سے فارغ التحصیل ہوئے تھے اور آپ کو منتہی عربی کتب میں خوب دسترس حاصل تھی، بیس سال تک آپ دہلی میں مدرس اور مفتی کے عہدہ پر فائز رہے۔

آپ کے مکتوبات جو اخبار الاخیار میں نقل ہوئے ہیں بڑے کام کی چیز ہیں، نہایت پاکیزہ، لطیف اور شستہ تحریر ہے۔ تبرکاً فقیر آگے چل کر عرض کریگا۔

حضرت بو علی رحمۃ اللہ علیہ کو مصنف کی حیثیت سے دیکھا جائے تو اُن کا رسالہ ''حکم نامہ'' دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے اس زمانہ کے کبار علماء آپ کے علم، تقویٰ اور بزرگی کے قائل تھے، درس و تدریس کی مسند کو چھوڑ کر جنگل کی طرف نکل جانے کا واقعہ بھی بہت عجیب وغریب ہے جس سے آپ کی زندگی کا وہ دور شروع ہوا جسے قلندرانہ کہا جاتا ہے۔ یہ واردات بے اختیارانہ ایک فقیر کے اثر سے ان پر وارد ہوئی تھی جس نے خویش و بیگانہ سے بے نیاز کر دیا تھا۔ بقول حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ۔

دست از طلب نہ دارم تا کام من برآید ☆ تا تن رسید بجاناں یا جان زتن برآید

شیخ شرف الدین بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا اب یہ حال تھا کہ مطلوب کی جستجو میں دربدر بھٹک رہے تھے اور پکارتے تھے

سالھا در طلب روی نکو دربدرم ☆ روی بنماد خلاصم کن ازیں دربدری

یعنی ہر کس و ناکس سے پوچھتے میرے درد کی دوا کہاں ملے گی؟ ایک بزرگ نے کہا جس راہ سے یہ درد تم تک پہنچا

ہے اسی راہ سے دوا بھی میسر آئے گی۔یعنی یہ مرض تمہارے باطن سے رونما ہوا ہے علاج کے لئے بھی باطن کی طرف رجوع کرو۔

وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ۝

ترجمہ: اور ہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں۔ (پارہ ۲۶،سورہ ق، آیت ۱۶)

یعنی تمہارا مطلوب تم سے دور نہیں ہے۔

یار ما با ما است کیاز ما جداست ☆ ماہی ما پر دو دریا ر ما ست

بوعلی قلندر فقیر یعنی حضرت شمس الدین ترک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھتے ہیں کہ میں ترک علائق کرنا چاہتا ہوں جواب ملتا ہے ابھی نہیں، ایک دن اپنا سب کچھ لٹا کر حاضر ہوئے فقیر نے غلبۂ جوش دیکھا تو گلے سے لگالیا فرمایا محبتِ الٰہی نے آج سارے بندھن توڑ ڈالے۔

پیتم کہانی کہتا ہوں سنو سکھی ☆ جو کو ڈھونڈن ہوں گئی آئی آپ گنوائی

یعنی میں عشق کی کہانی کہتا ہوں دوستو! آؤ اور سنو، میں دوست کی جستجو کے لئے گیا تھا خود کو بھی گم کر آیا۔

یہ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ تھے جن سے حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے ملاقات فرمائی، حالت ان کی یہ ہوتی تھی کہ لوگ دن کو انہیں ہنستا ہوا دیکھتے تھے اور رات کی تاریکی میں ان کے گریہ کی آواز سنتے تھے، موت کے ذکر سے ان پر موت کی سی کیفیت طاری ہو جاتی تھی یعنی ان کا ہر عضو بدن مرجاتا تھا۔

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی ہوش کے وقت کیفیت یہ ہوتی کہ مسجد کو اپنے کپڑوں سے صاف کرتے۔

ماں کا ادب

آپ (بوعلی قلندر) جب اپنی ماں کے سامنے ہوتے تو اُن کی آواز نہایت پست ہو جاتی اور اُن پر بیمار ہونے کا شبہ ہوتا۔ (سوانح شہباز، صفحہ ۱۶۷)

شریعت کا پاس اور پیار

ایک دفعہ شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی مونچھیں بہت بڑھ گئیں مریدوں میں سے کسی کی جرأت نہ تھی کہ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے کہہ دیں کہ حضرت انہیں درست کروا لیجئے۔

ایک دفعہ حضرت مولانا ضیاء الدین سنامی رحمۃ اللہ علیہ جو شریعت کا کوڑا ہاتھ میں لئے پھرتے تھے، آپ کے ہاں

تشریف لائے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ کیفیت دیکھ کر قینچی منگوائی اور ایک ہاتھ سے داڑھی پکڑی اور دوسرے ہاتھ سے آپ کی مونچھوں کو درست کر دیا، کہتے ہیں کہ اُس کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی داڑھی کو یہ کہہ کر چوما کرتے تھے کہ یہ شریعت کی راہ میں پکڑی گئی ہے۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا روضہ پانی پت میں ایک پُر رونق جگہ پر ہے لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر پر برائے حصولِ برکت زیارت کو آتے ہیں۔(اخبار الاخیار)

مکتوب نمبر1

(۱) اے بھائی! جب تجھ پر خدا کی عنایت ہوئی تو اس نے تیرے اندر ایک جذبہ پیدا کر دیا اور تجھے خود رائی سے بچالیا اور پھر تم میں عشق پیدا کر کے حُسن کا جلوہ دکھا دیا، جب تم عشق کو پہچان لو گے تو لامحالہ معشوق کو بھی پہچان لو گے اور تم بھی معشوق کے حقیقی عاشق بن جاؤ گے اور جب معشوق اور عاشق ایک دوسرے سے ملیں گے تو تجھے معشوق کے طریقہ اور عاشق کے فریضہ کے نقش پا پر چلنا ہوگا تاکہ تو عاشق و معشوق کو پہچان سکے۔

(۲) اے بھائی! معشوق کو بھی آپ ہی کی شکل و صورت میں خدا نے پیدا کیا ہے اور معشوق کو تمہارے اندر اس لئے بھیجا گیا ہے تاکہ وہ تمہیں صحیح راستہ کی رہنمائی کرے۔

(۳) اے بھائی! اللہ نے جنت اور دوزخ دونوں کو پیدا فرما کر ان دونوں سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ میں تم کو بھر دوں گا اور پُر کر دوں گا، معشوق کو اس کے عاشقوں سمیت جنت میں داخل کیا جائے گا اور شیطان کو اُس کے چیلوں سمیت دوزخ میں جھونکا جائے گا۔

بزم فیضان اویسیہ

(۴) اے بھائی! جنت اور دوزخ میں عاشق ہی اپنے حسنِ عشق اور خراب عشق کی وجہ سے داخل کئے جائیں گے۔ بہشت دوستوں سے وصال کا مقام ہے اور دوزخ دشمنوں سے فراق کا، یہ فراق کافر اور منافق لوگوں کے لئے ہوگا اور رسولِ کریم ﷺ کے عاشقوں کے لئے وصال ہوگا۔

(۵) اے بھائی! ذرا آنکھیں کھول کر دیکھ کہ درخت کو خود اپنی اور پھولوں و پھل کی خبر تک نہیں اور اسی طرح اس نے گنے کو تیرے لئے شیریں بنایا اور اس کو اپنے مٹھاس کی خبر نہیں، اسی طرح ہرن کی ناف میں مشک رکھا اور اس کو بھی اس کی خبر نہیں، سمندری گاؤ سے عنبر پیدا کیا اور اس کو اس کی خبر نہیں اور مشک بلاؤ سے تمہارے لئے زباد پیدا کیا اور اس کو اس کا علم نہیں اور ایک قسم کے درخت سے کافور پیدا کیا اور کافور کو اس کی خبر نہیں، صندل کو تمہارے لئے پیدا کیا اور اس کو اس کا علم نہیں۔

(۶) اے بھائی! عاشق بنو اور اس جہان کو معشوق کا حسن سمجھو، اسی طرح اپنی ذات کو بھی معشوق کا حسن سمجھو، عاشق نے اپنے عشق سے تجھے پیدا کیا تا کہ تیرے آئینہ میں اپنے حسن و جمال کا مشاہدہ کرے اور تجھے اپنا محرم اسرار بنائے اور الانسان سری ، تمہاری ہی شان میں ہے، عاشق بن کر ہمیشہ حسن دیکھتے رہو اور دنیا اور آخرت کو اس طرح تصور کرو کہ آخرت نبی کریم ﷺ کی مملکت ہے اور دنیا شیطان کی ہم ان دونوں کے متعلق معلوم کرو کہ یہ کس لئے پیدا کی گئی ہے اور ان کا مطالبہ کیا ہے۔

(۷) اے بھائی! اپنے نفس کو خوب سمجھ لے، جب تو اپنے نفس کو پہچان لے گا تو دنیا کی حقیقت خود بخود تیرے سامنے واضح ہو جائے گی اسی طرح روح کو بھی پہچانو اس لئے کہ روح کی معرفت پر آخرت کی معرفت موقوف ہے۔

(۸) اے بھائی! اس دنیا میں جو حسن ترین کفر اور اہل کفر کو دیا گیا ہے اسے عاشق لوگ ہی پہچانتے ہیں، سو جو دنیا کا عاشق ہے اس کا معشوق حسنِ کفر ہے۔

(۹) اے بھائی! اپنی معرفت حاصل کرو اور اپنی ذات پہچانو، جب اپنی ذات میں عاشق بن جاؤ اور معشوق کو اپنے اندر ہی معائنہ کرو اور حسن کو اپنے دل کے آئینہ میں دیکھو

آں شاهد معنی که همه طالب اویند ☆ هم اوست که از چادرِ تو ساخته سرپوش

دربادیهٔ هجر چرا بند بمانیم ☆ درمین وصالیم نگار است در آغوش

یعنی وہ معشوق ہے جس کے تمام طالب ہیں، یہ وہی ہے جس نے تمہاری چادر سے اپنا سر چھپا لیا ہے، ہم ہجر کے غم سے جنگلوں میں کیوں جائیں، اس لئے کہ معشوق تو ہمارے آغوش میں ہے۔

(۱۰) اے بھائی! گڑ کا ایک ٹکڑا اور اس سے سو گولیاں بناؤ اور ہر ایک کا الگ الگ نام رکھو، مثلاً اُن میں سے کسی کا نام گھوڑا اور کسی کا نام ہاتھی وغیرہ رکھو تو جب تک وہ چیزیں ان ہی شکلوں میں ہیں جو تم نے بنائیں اور اُن کے نام رکھے اُس وقت تک تو اُن کے وہی نام رہیں گے لیکن اگر ان تمام شکلوں کو ملا دو تو اُن کے نام ختم ہو جائیں گے اور وہی نام یعنی گڑ رہ جائے گا۔

(۱۱) اے بھائی! کچھ خبر نہیں کہ لوگوں کو کیوں پیدا کیا گیا ہے، لوگ کیا رہے ہیں، کیا کریں گے اور انہیں فی الواقع کیا کرنا چاہیئے۔ میں ہر وقت اسی کشش و پیچ میں مبتلا ہوں اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا، کبھی یہ خیال آتا ہے کہ وہ ہمارے آئینۂ دل کو اس لئے صاف و ستھرا کر رہا ہے تا کہ عاشقوں کو اس میں اپنا جمال دکھائے اور عاشق خستہ حال کو بتلا دے کہ میں معشوق ہوں،

عاشق کا فریضہ اور کام یہ ہے کہ وہ معشوق کے احکام کی فرمانبرداری اور اُسی کے طریقے پر چلنے کی کوشش کرے اور اپنے کو عشق اور حسن معشوق سے معمور کرے اور اس حسن میں محو ہو کر عاشق سب کو فراموش کر دے اور باطن میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کو دیکھ کر اس پر عمل کرے۔

(۱۲) اے بھائی! کبھی نفس کا خیال آتا ہے تو فوراً ہی حال میں بھی خیال کی موافقت کا فر کھانے کمانے کے چکر میں پڑ جاتے ہیں اور دنیا کی زیب و زینت اس خیال کو مزید ترقی دیتی ہے۔

معشوقوں کے دروازوں کا چکر لگاتا ہوں حالانکہ اس راہ کے عاشق و معشوق دونوں ہی ذلیل وخوار ہیں اور دونوں کو دنیاوی زیب و زینت میں محو ہو کر اپنی ذلت وخواری کی خبر نہیں رہتی اور اُن کی حالت یہ ہوتی ہے کہ کس سے ایفائے عہد کیا جائے اور کس سے نہ کیا جائے اور یہ حالت ایسی دوام پذیر ہو جاتی ہے کہ انہیں موت تک کی فکر نہیں رہتی اور یہ دنیا کے حسن و جمال میں اس طرح کھو جاتے ہیں اور انہیں اس بات کی بالکل خبر نہیں رہتی کہ تمام دنیا پر معشوقِ حقیقی کا قبضہ ہے، وہ جس طرح چاہتا ہے اور چاہے گا ویسا کریگا، علاوہ ازیں دنیا کے عاشق اس بات سے بھی صرف نظر کر لیتے ہیں کہ ہمیں آخرت کا کٹھن سفر بھی درپیش ہوگا۔

(۱۳) اے بھائی! غور و فکر اس بات کی کرو کہ تمہیں ایک زبردست مہم حل کرنی ہے اس لئے تمہیں اپنے لئے ایک مونس و ہمدرد کی ضرورت ہے، ذرا ہوش کرو اور اس بات کا یقین کر لو کہ تم بحالتِ موجودہ اپنے نفس اور اپنی خواہشات کے غلام بن چکے ہو اس سے کسی طرح چھٹکارا حاصل کرنے کی تدبیر کرو۔

(۱۴) اے بھائی! کچھ معلوم نہیں کہ خیالات وافکار تمہیں کس بدحالی تک لے جائیں (اب تو کچھ معلوم نہیں ہو رہا) البتہ جب بدنصیبی اور بدقسمتی ظاہر ہوگی تو معلوم ہوگا کہ یہ بدبختی اور بدنصیبی دراصل بُرے خیالات اور نفس کی اتباع کا ہی نتیجہ ہے۔

(۱۵) اے بھائی! مجھے کچھ خبر نہیں کہ میں کیا کہہ رہا ہوں اور کیا کر رہا ہوں مجھے اپنے کسی فعل کی خبر نہیں، البتہ میری زبان خدا کے قبضہ میں ہے اس لئے چاہتا ہوں کہ ایسی باتیں کہوں جو دو عالم میں پسندیدہ ہوں۔

(۱۶) اے بھائی! مجھے اتنا ضرور معلوم ہے کہ تم خودی پیدا کرو اور خودی ہی کے متمنی اور خواہشمند رہو، اللہ تعالیٰ نے جو چاہا سو کر دیا اور جو چاہے گا وہی کرے گا، کسی کو اس کے ارادے میں دخل اندازی کا حق نہیں۔

(اخبار الاخیار: شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چالیس سال کی عمر میں دہلی پہونچے۔ آپ کی عمر کا اکثر حصہ استغراق و جذب میں گذرا جب جذب اور قوی ہوا تو استغراق کا غلبہ ہو گیا حتیٰ کہ دنیا و مافیہا سے آپ غیر متوجہ ہو گئے اسی حالت میں انتقال ہوا۔ اسی حالت میں تین دن تک گذر گئے کسی کو وفات کی خبر نہ ہوئی، تیسرے روز چرواہوں نے نعش مبارک دیکھی کفن و دفن کا

انتظام کیا۔ سنِ وفات ۴۷۲ھ ۱۲ رمضان المبارک ہے تاریخ وفات یا "شرف الدین ابدال" نکلتی ہے۔

(سوانح شہباز، صفحہ ۱۶۸)

لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اسمِ گرامی مخدوم سید حافظ محمد عثمان المرندی ہے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا خاندان آسودہ حال تھا۔ مرند سے سہون شریف (سندھ) ہجرت کر آئے۔ جب تشریف لائے تو مختصر لباس اور عصاء کے سوا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس کچھ نہ تھا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر کئی کئی دن استغراق میں گذر جاتے کچھ کھانے کا نام نہ لیتے۔

تاتاریوں کا عظیم فتنہ شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانہ میں رونما ہوا، اسی فتنہ کی وجہ سے مروند سے سہون شریف آئے تھے۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سلسلہ نسب تیرہویں پشت میں حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے مروند تبریز کے شمال مغرب میں چالیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے خود فرماتے ہیں

منم عثمان مروندی کہ یار خواجہ منصورم عامت می کند حلقے پروانہ کہ من دارے رقعم۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت ۵۵۲ھ اور وفات ۶۵۰ھ میں ہوئی۔ عمر کا ساتواں سال تھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حافظِ قرآن ہوگئے اس کے بعد مروجہ علوم پڑھا۔ انگریز سیاح لفٹیننٹ برٹن لکھتا ہے، شیخ عثمان المروندی لسانیات کے زبردست عالم اور گرائمر کے اُستاد تھے۔

www.Faizahmedowaisi.com

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بلند پایہ عالم اور مفکر ہونے کے ساتھ مصنف بھی تھے۔ چند کتب کا نام آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سوانح میں ملتا ہے ان میں "میزانِ الصرف" بھی لکھی گئی ہے۔ (صفحہ ۶۷)

حج بھی ادا کیا جب مدینہ طیبہ پہونچے تو حضور سرورِ عالم ﷺ سے والہانہ محبت کا یہ حال تھا کہ گریہ تھمتا نہ تھا۔ حج سے فراغت کے بعد بغداد پہونچے وہاں سے منزل بمنزل سہون شریف پہونچے اور یہاں مستقل سکونت اختیار فرمائی۔ یہ مختصر سا خاکہ فقیر نے آپ کی "سوانح شہباز" سے لیا ہے۔

قلندر کی صفات

قلندر کہنے کو تو ہزاروں ملیں گے لیکن علمی قلندر کوئی کوئی ہوگا یہی کیفیت سیدنا شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہے

۔سوانح نگار نے صفحہ ۷۷ سے صفحہ ۱۱۸ تک آپ کی صفات اور سیرت و کردار بیان فرمایا ہے وہی تصور جمائیں تو ایک باعمل کامل ولی اللہ کا ہونا چاہئے۔ اگر اس طرح کے قلندر ہوں تو ہمارے سر اور ان کے پاؤں ہم اپنے سر کا تاج سمجھ کر انہیں چومتے نہیں تھکیں گے۔ ہاں لاف وگزاف اور نام کے قلندروں کو ہمارا دور سے سلام۔ خلاصہ یہ کہ قلندر کے لقب سے ان تینوں بزرگوں کو بہت بڑی شہرت ہے اور حقیقی قلندر ہیں بھی یہی لیکن اڑھائی قلندر کا تصور کسی کا ایک ذہنی اختراع ہے جسے اُصولِ تصوف و شرع قبول نہیں کرتے۔ اب ان تینوں میں سے جسے جو چاہیں کہہ لیں ہاں ویسے تو دنیا میں بیشمار قلندر مشہور ہیں مثلاً حضرت علامہ ڈاکٹر اقبال مرحوم کو بھی لوگ قلندر لاہوری کہہ دیتے ہیں جو اُصولِ اسلامی کے مطابق نہیں اور نہ ہی مذکورہ تحقیق کے موافق ہے۔ یونہی غوث علی شاہ پانی پتی بھی قلندر کے نام سے مشہور کئے جاتے ہیں لیکن امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے ان کی متعدد شرعی اور بدمذہبی (وہابیت) غلط عقیدتی کی مثالیں فتاویٰ رضویہ میں واضح فرمائی ہیں اسی لئے ان کو بھی قلندر کہلوانے کا حق نہیں۔

ارادہ تھا کہ سلسلۂ قلندریہ کے اُولیاء و علماء کا مفصل تذکرہ پیش کردوں لیکن ضخامت موجب طوالت سمجھ کر اسی پر اکتفاء کیا جاتا ہے ویسے جن چند اسماء گرامی کا ذکرِ خیر اس رسالہ میں آ گیا ہے وہ بھی اہلِ دل کے لئے کافی ہے ہاں ناسمجھ اور ضد کا مارا نہ سمجھے تو اسے خدا سمجھے۔ ہم نے اپنی استطاعت پر جو کچھ کہنا تھا کہہ دیا۔

فالحمد للہ علیٰ ذلک ھذا آخر والصلوٰۃ والسلام
علیٰ حبیبہ الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور۔ پاکستان

یکم رجب المرجب ۱۴۲۰ھ